ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی غلبۂ اسلام
کے خدائی منصوبہ کو ناکام نہیں بنا سکتیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ31/ مئی 1974ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذاور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ تلاوت فرمائیں:-

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ۔ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ

(محمد:36،34)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

اُمت مسلمہ کو ان آیات میں ان بنیادی صداقتوں سے متعارف کرایا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اگر امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے عملاً باہر نکلنے کی کوشش کرے تو ان کے اعمال کا موعود نتیجہ نہیں نکلے گا اور ان کے اعمال باطل ہوجائیں گے اور دوسرے یہ کہ دنیا جتنا چاہے زور لگالے وہ امت مسلمہ پر، اگروہ امت اسلام پر حقیقی معنی میں قائم ہو کبھی غالب نہیں آسکتی۔ علوّ اور غلبہ امت مسلمہ کے ہی مقدر میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے فرمایا وَاللّٰهُ مَعَكُمْ کہ ان کا ایک حقیقی تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اور جس کا حقیقی عاشقانہ اور عاجزانہ تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو اس کے نیک اعمال، وہ اعمال جن کے اچھے نتیجے نکلتے ہیں۔ جن اعمال کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پہلے سے زیادہ حاصل ہوتی رہتی ہے اُن اعمال میں کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا ہر دوسرا جلوہ پہلے سے بڑھ کر حسین، پہلے سے زیادہ عظیم ان کے سامنے ظاہر ہوتا ہے پس ہمارے مقام کی پہلی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور اس کے رسول کی اطاعت کی جائے۔ ہمیں سختی سے اس بات کی تاکید کی گئی تھی کہ گالیوں کا جواب دعائوں سے دینا اور جب کسی کی طرف سے دکھ دیا جائے تو اس کا جواب اس رنگ میں ہو کہ

اس کے لئے سکھ کا سامان پیدا کیا جائے۔ اسی لئے پچھلے جمعہ کے موقع پر بھی مَیں نے ایک رنگ میں جماعت کو خصوصاً جماعت کے نوجوانوں کو یہ نصیحت کی تھی کہ یہ تمہارا مقام ہے اسے سمجھو اور کسی کے لئے دکھ کا باعث نہ بنو اور دنگا فساد میں شامل نہ ہو اور جو کچھ خدا نے تمہیں دیا ہے وہ تمہارے لیے تسکین کا بھی باعث ہے، ترقیات کا بھی باعث ہے۔ وہ ہے صبر اور دعا کے ساتھ اپنی زندگی کے لحات گزارنا۔ صبر اور دعا کے ساتھ اپنی زندگی کے لحات گزارو مگر اہلِ ربوہ میں سے چند ایک نے اس نصیحت کو غور سے سنا نہیں اور اس پر عمل نہیں کیا اور جو فساد کے حالات جان بوجھ کر اور جیسا کہ قرائن بتاتے ہیں بڑی سوچی سمجھی سکیم اور منصوبہ کے ماتحت بنائے گئے تھے اس کو سمجھے بغیر جوش میں آکر وہ فساد کی کیفیت جس کے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی مخالفت کی اس تدبیر کو کامیاب بنانے میں حصہ دار بن گئے اور فساد کا موجب ہوئے۔

29، مئی کو اسٹیشن پر یہ واقعہ ہوا۔ اس وقت اس واقعہ کی دو شکلیں دنیا کے سامنے آتی ہیں۔ ایک وہ جو انتہائی غلط اور باطل شکل ہے مثلاً ایک روزنامہ نے لکھا کہ پانچ ہزار نے حملہ کر دیا۔ مثلاً یہ کہ (احمدیوں کی طرف سے۔ ناقل) سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت ایسا کیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ بالکل غلط ہے اس میں شک نہیں لیکن دوسری شکل یہ ہے کہ کچھ آدمیوں نے بہرحال اپنے مقام سے گر کر اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کو چھوڑتے ہوئے فساد کا جو منصوبہ دشمنوں کی طرف سے بنایا گیا تھا اسے کامیاب کرنے میں شامل ہو گئے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور چونکہ ایسا ہوا اور اگر دشمن کو آپ کے دس آدمی ایک ہزار نظر آتے ہیں تو اس سے آپ کی برأت نہیں ہوتی یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے لیکن آپ کی برأت اس سے نہیں ہوتی جتنے بھی اس جھگڑے میں شامل ہوئے۔ انہوں نے غلطی کی اور سوائے نفرت اور مذمت کے اظہار کے ان کے اس فعل کے خلاف ہم کچھ کر نہیں سکتے نہ امام جماعتِ احمدیہ اور نہ جماعت احمدیہ۔ اس لئے انہوں نے تو غلطی کی اور چونکہ وہ دشمن کی سوچی سمجھی تدبیر تھی اور ایک نہایت بھیانک منصوبہ ملک کو خراب اور تباہ کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اب اس میں آپ کا ایک حصہ شامل ہو گیا اور اب ملک کے ایک حصہ میں آگ لگی ہوئی ہے اور اس آگ کو اس رنگ میں ہوا دی جارہی ہے کہ یہ شدت اختیار کرے گی۔ یہ آگ جہاں لگی ہے وہاں 1953 کی آگ سے زیادہ شدید طور پر لگی ہوئی ہے۔ اس وقت حکومتِ وقت زیادہ تدبر اور زیادہ انصاف سے کام لے رہی تھی۔ اس وقت جو رپورٹیں آرہی اگر وہ درست ہیں تو ان سے یہ نتیجہ

نکلتا ہے کہ حکومتِ وقت نہ تدبر سے کام لے رہی ہے اور نہ انصاف سے کام لے رہی ہے۔ بہرحال یہ تو تحقیق کے بعد ہی پتہ لگے گا لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جن حصوں میں آگ لگی ہے وہاں 1953ء سے زیادہ شدت کے ساتھ اس فساد کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بعض احمدیوں کے دلوں میں گھبراہٹ بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ میں حقیقت بیان کرنے کے لئے یہ کہتا ہوں ورنہ میرا یہ کام نہیں تھا کہ میں یہ بتائوں کہ ان کو کیا کرنا چاہیئے۔ جو سیاستدان ہیں ان کو اپنا مفاد خود سمجھنا چاہیئے۔ اگر نہیں سمجھیں گے تو دنیا میں حکومتیں آتی بھی ہیں جاتی بھی ہیں۔ میری اس سے کوئی غرض نہیں میں تو مذہبی آدمی ہوں۔

نصیحت کرنامیرا کام ہے ان کو بھی ایک رنگ میں نصیحت کردی، سمجھنانہ سمجھنا ان کا کام ہے لیکن اصل چیز میں آپ کے سامنے اوّل یہ لانا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے بھی غلطی کی ، غلطی کی ہے اورہمیں اس چیز کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ صرف انہوں نے غلطی نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنی ناسمجھی کے نتیجہ میں دشمن کے ایک سوچے سمجھے منصوبہ میں شمولیت کی اور جماعت کے لئے بھی پریشانی کے سامان پیدا کرنے کے موجب بنے اور ملک کے لئے بھی کمزوری کا سامان پیدا کرنے کا موجب بنے میں سمجھتا ہوں اورمیں انہیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کم ازکم دس ہزار مرتبہ استغفار کریں اور توبہ کریں اوراللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگیں۔ جو بھی اس معاملہ میں شامل ہوئے ہیں۔ مجھے ان کاعلم نہیں لیکن جو بھی شامل ہوئے ہیں وہ کم ازکم دس ہزار مرتبہ استغفار کریں اور خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھکیں اوراپنی بھلائی کے لئے اورخود کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچانے کے لئے دس ہزار مرتبہ اس سے معافی مانگیں اور اس کے حضور عاجزانہ جھکے رہیں جب تک اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہ کر دے۔

دوسری بات میں جماعت کے مخلص، سمجھدار، فدائی حصہ کویہ بتانا چاہتا ہوں کہ آگ تو بڑی شدت سے بھڑکائی گئی ہے لیکن یہ آگ ناکام ہوگی۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ناکامی اس معنٰی میں نہیں کہ کسی احمدی کو بھی مختلف قسم کی قربانیاں نہیں دینی پڑیں گی۔ وہ تودینی پڑیں گی جب تک جماعتِ احمدیہ کے احباب وہ اور اس قسم کی تمام قربانیاں خدا کے حضور پیش نہیں کرتے جو قربانیاں کہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے خدا کے حضور پیش کی تھیں اس وقت تک وہ ان انعامات کو بھی حاصل نہیں کرسکتے جو صحابۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کریم سے حاصل کئے تھے لیکن دنیا کے کسی دماغ میں اگر یہ بات آئے کہ ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اللہ تعالیٰ کی غلبۂ اسلام کی اس

تدبیر اوراللہ تعالیٰ کے غلبۂ اسلام کے اس منصوبہ کو ناکام بناسکتی ہیں جس غرض کے لئے کہ جماعت احمدیہ قائم کی گئی تھی توہمارے نزدیک وہ روحانیت سے دور ہونے کی وجہ سے ناسمجھی کے خیالات رکھنے والا ہے۔ یہ توہونہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ منصوبہ ناکام ہوجائے۔

قرآن کریم نے جس کے متعلق ہمارا ایمان ہے اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کاکلام ہے اور جس کے اندر کوئی دوسری چیز شامل نہیں ہوئی نہ ہوسکتی تھی اور شیطانی دخل سے اسے خدا تعالیٰ نے محفوظ کررکھا ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور ہمارا یہ عقیدہ صرف نظریاتی عقیدہ نہیں بلکہ ہماری زندگیوں نے اس صداقت کو سینکڑوں بارمشاہدہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کاکلام بہرحال کلام اللہ ہے اور غیراللہ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے ہم علیٰ وجہ البصیرت اپنی زبان سے بھی اپنے عمل سے بھی، اپنے جذبات سے بھی ، ہم اپنی روح کے ہر پہلو سے دنیا میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس خدا کے کلام میں غیراللہ کو کوئی دخل نہیں ہے اور یہ کلام ہم میں سے ہر ایک کے کان میں بڑے پیار کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے۔ أَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ آخر کارتم ہی غالب رہوگے۔ جو خدا تعالیٰ سے دورہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے جو غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں وہ ناسمجھیوں کے نتیجہ میں غلط اعلانات کرتے ہیں۔ ان کی باتیں باطل ہیں اور وہ مٹ جائیں گی۔ آج جو ہمارا دشمن ہے وہ یہ حقیقت یادرکھے کہ کل وہ ہمارا دوست ہوگا۔ وہ اپنے کئے پر پچھتارہا ہوگا وہ ہم سے مصافحہ کرنے میں فخر محسوس کررہاہوگا کہ یہ وہ قوم ہے جس کو پہچانا نہیں گیا، یہ وہ جماعت ہے جس کو دھتکارا گیا اور کمزور سمجھا گیا اور دکھ دینے کی کوششیں کی گئیں اور ایذاء پہنچائی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فعل نے یہ ثابت کردیا کہ یہی جماعت صداقت پر قائم ایک جماعت ہے۔

خدا تمہیں کہتا ہے أَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ کہ بحیثیت جماعت غالب تم نے ہی آنا ہے اگرکسی جماعت کو یہ یقین ہواگرکسی جماعت کا یہ پختہ عقیدہ ہو کہ خداتعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ غالب انہوں نے ہی آنا ہے اگروہ شرائط ایمان اور شرائطِ اسلام پوری کرنے والے ہوں پھر ان کوکیا ڈر اور ان کو خدا تعالیٰ کے حضور قربانیاں دینے میں کیا جھجک؟ افراد تو قربانیاں دیا ہی کرتے ہیں ابتدائے اسلام میں بہتوں نے ایسی قربانیاں دیں۔ جب ابھی یہ جھگڑے اور لڑائیاں مخالفینِ اسلام کی طرف سے شروع نہیں کی گئی تھیں مکی زندگی میں جو ظاہری حالات کے لحاظ سے کمزور زندگی تھی(ورنہ مومن کی روحانی زندگی توکمزور نہیں ہوتی کیونکہ ساری شیطانی طاقتوں کا وہ مقابلہ کررہی ہوتی ہے)

بہرحال ظاہری لحاظ سے وہ کمزور تھے۔ حالت یہ تھی کہ ان کی اور ہماری بزرگ مستورات میں سے بعض کو ننگا کر کے ان کی شرمگاہوں میں نیزے مار کر ان کو ہلاک کر دیا گیا اور اس وقت کے مسلمانوں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنی خاتون کی عزت کی حفاظت کر سکتے اور خدا نے کہا تھا کہ ہماری اس مخلصہ کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری تم پر اتنی نہیں جتنی تم پر اس بات کی ذمہ داری ہے کہ تم ہمارا حکم سنو اور بجالائو اور تمہیں حکم یہ ہے کہ صبر اور دعا کے ساتھ ان آفات کا، ان تکالیف کا، دشمن کے ان منصوبوں کا مقابلہ کرو۔ گالی کا جواب گالی سے دے کر نہیں پتھر کے مقابلہ میں پتھر پھینک کر نہیں بلکہ پتھر کھائو اور صبر کرو اور دعا کرو اپنے لئے بھی اور ان کے لئے بھی جو پتھرائو کرتے ہیں۔ یہ مقام ہے ایک احمدی کا اس مقام کو نہ چھوڑیں اور یہ نہ بھولیں کہ أَنتُمُ الأَعْلَوْنَ کا وعدہ اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب اطاعتِ خدا اور اطاعت رسول کے مقام سے آپ کا قدم ادھر اُدھر نہ ہو جائے اور خدا تعالیٰ نے پھر عجیب وعدہ دیا ہے کہ اگر تم اطاعت خدا اور اطاعت رسول پر مضبوطی کے ساتھ اور ثباتِ قدم کے ساتھ ٹھہرے ہوئے ہوگے اور اللہ تعالیٰ کے دامن کو انتہائی پختگی کے ساتھ اور انتہائی عشق اور محبت کیساتھ تم نے تھاما ہوا ہوگا تو نہ صرف یہ کہ تم اعلیٰ ہوگے بلکہ تمہیں اللہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ حسین اور مقبول اعمال کی توفیق دیتا چلا جائے گا۔ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ان کے اندر کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ انعام کی عطا کہیں ٹھہرے گی نہیں حصولِ انعام کی کوئی آخری منزل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں اس قوم پر انعام پر انعام کرتا چلا جائوں گا جس کے افراد انتہائی قربانیاں دے کر میری محبت اور پیار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا سکہ دنیا میں بٹھانے والے ہوں گے۔

غصہ تم ان لوگوں پر کرتے ہو جن کی اولادیں تمہارے کندھے سے کندھا ملا کر اسلام کی راہ میں قربانیاں دینے والی ہیں؟ کیسی نامعقول بات ہے کس نے تم سے کہا؟ قرآن کریم کی کون سی آیت بتاتی ہے کہ مخالف کو اس کی زندگی میں ابدی لعنت کا طوق پہنا دیا جاتا ہے؟ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ جو اسلام کا مخالف ہے اور جو صداقت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے اس کو ہم ڈھیل پر ڈھیل دیتے جاتے ہیں، کبھی پکڑتے ہیں کبھی چھوڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منصوبہ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح وہ سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر لیں۔ آپ کی بھی یہی کوشش ہونی چاہیئے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

پس دشمنوں کے لئے بھی دعائیں کرو اور اپنے لئے بھی دعائیں کرو اور صبر کا نمونہ دکھاؤ اور خدمت اور خیر خواہی کی ایسی مثال قائم کرو کہ جو آج اشد ترین دشمن ہے وہ بھی اس خیر خواہی اور خدمت اور اس پیار کی تیز دھار سے گھائل ہو اور پھر ہم سب مل کر یہ کوشش کریں کہ جو آج غیر ہیں وہ بھی غیر نہ رہیں اور ہم سب مل کر اسلام کی کچھ اس طرح خدمت کریں کہ جلد تر ساری دنیا پر اللہ تعالیٰ کے اس منصوبہ کے باعث اسلام غالب آئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہر ملک میں بلند ہو اور آپ کی محبت ہر دل کے اندر اس دل کی دھڑکن کے طور پر دھڑک رہی ہو۔ مادی دل کی دھڑکن تو کوئی چیز نہیں ہے جس دل میں مادی دھڑکن سے زیادہ نمایاں اور زیادہ مؤثر طریقہ پر خدا اور اس کے رسول کی محبت اور عشق کی دھڑکن ہو وہ دل ہے جس کے اوپر یہ عالمین قربان کردیئے جاتے ہیں۔ وہ دل اپنے سینوں میں پیدا کرو اور محبت اور پیار کے ساتھ ان لوگوں کے دلوں کو جیتو جو اپنی ناسمجھی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کے دشمن ہیں۔ تم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ تم ان کے دشمن نہیں ہو بلکہ تم ہی ان کے خیراہ ہو، تم ہی ان سے حقیقی پیار کرنے والے ہو تم ہی ان کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تم نے ان کے اوپر اتنا احسان کرنا ہے کہ ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کی معرفت حاصل ہو جائے۔ وہ چوٹی بہت ہی بلند ہے جہاں تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان پہنچا لیکن خاردار جھاڑیاں بیچ میں ہیں وہ نظر نہیں آرہیں ان خاردار جھاڑیوں کو تم نے محبت اور پیار کے ساتھ صاف کرنا ہے اور پھر اس محبت اور پیار کے نتیجہ میں جو ایک نورانی فضا پیدا ہوگی اس سے انہیں پتہ لگے گا کہ ہمارا محسنِ اعظم جو تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا کیا مقام تھا۔ اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کے پیچھے پڑ کر اپنے اوقات ضائع نہ کرو اور خواہ وقتی طور پر ہی کیوں نہ ہو دوسروں کو ابتلاء میں نہ ڈالو اور جو ایسے منصوبے ہیں جو غلبۂ اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانے والے ہیں ان منصوبوں میں خود کو شامل نہ کرو۔ تم اس کام کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ دعائیں کرو اور صبر سے کام لو اور ہمہ وقت خدمت کیلئے تیار رہو اور جس شخص کو یہ وہم ہے کہ وہ آپ کا اشد ترین دشمن ہے اپنی پیاری خدمت کے ساتھ اس کے اس وہم کو دور کرنے کی کوشش کرو تاکہ جو ہم چاہتے ہیں وہ ہمیں جلد تر مل جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 29/جون 1974ء صفحہ 2 تا 5)